Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Analytical Study of Women's Spiritual Role in Sufism: Historical and Contemporary Perspectives

تصوف میں خواتین کے روحانی کردار کا تجزیاتی مطالعہ تاریخ اور عصر حاضر کے تناظر میں

Fozia Bibi
Graduate M. Phil Islamic Studies HITEC University Taxla
foziabibi8765432190@gmail.com
Dr. Zeeshan
Lecturer, Department of Islamic Studies KUST
dr.zeeshan2021@kust.edu.pk

Abstract

This study is concerned with the important but neglected role of women in the Sufism world past and present. Sufism, the mystical and spiritual aspect of Islam, entails abiding purity, divine love and sincerity. Thus, from the beginning of the Islamic history, women have played an active part in this spiritual path. The first step in the study is to take a look at the impactful women who were Sufi and these include Rābiʿa al-Baṣrī, Fāṭimah Nishāpūrī and Sayyida Nafīsah who contributed to the creating of foundational aspects of Sufism through their spiritual insights and practice. Not only did these women impact their own time, but they left spiritual legacies that still affect other people today. It researches their main teachings which are based on asceticism, divine love and service to humanity. They contributed in spiritual as well as cultural, educational and literary dimension and established the Sufi centers and promoted women education. Operating in male dominated religious spaces, these women navigate constrains of the society through resilience and piety to make their presence in Sufi orders. It then focuses on modern times, paying attention to the still existent female Sufi leaders in Pakistan, Turkey and Morocco who keep on leading spiritual groups and dealing with contemporary challenges such as secularism, modernity and gender bias. Social media, YouTube, and podcasts are the platforms these leaders use to grow their reach especially among young women. They fuse the traditional Sufi teachings with the modern demands of gender equality, social justice and environmental awareness.Moreover, the research highlights the special place of female Sufis in interfaith dialogue and peacebuilding activities and positions them as mediators between the Islamic tradition and the worldwide issues of women's rights. Independent spiritual leadership and inclusive teaching method helps them to challenge norm of gender in

religious spaces. The bottom line is that the central themes in women's Sufi teachings, divine love, inner purity and simplicity, remain ever fresh and important. Rather than it requiring total revision, it simply needs to be remedied by renewing the recognition of female Sufi contributions in the academic and curricular realm. It has called for the revival and celebration of the spiritual heritage of Sufi women through educational reform, international conferences and better media representation. Such efforts will not only make it possible to serve historical justice, but also to promote a balanced and inclusive spiritual tradition for the future generations.
Keywords: Women in Sufism, Female spiritual leadership, Rābiʿa al-Baṣrī, Gender and spirituality, Contemporary Sufi women, Digital Sufism,Islamic mysticism and gender roles

تعارف(Introduction)

تصوف اسلام کا وہ روحانی اور باطنی پہلو ہے جو ظاہری عبادات کے ساتھ ساتھ دل کی پاکیزگی، محبت الٰہی اور خلوص پر زور دیتا ہے۔ یہ راستہ صرف مردوں تک محدود نہیں، بلکہ ابتدا سے ہی خواتین نے بھی اس میں گہرا کردار ادا کیا ہے۔ خواتین صوفیا نے نہ صرف اپنے وقت کے سماجی اور مذہبی دھارے کو متاثر کیا، بلکہ ان کی تعلیمات آج بھی روحانی تلاش کرنے والوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ رابعہ بصریؒ جیسی عظیم خواتین نے محبت اور عشق حقیقی کا ایسا بیج بویا جو صدیوں تک پھلتا پھولتا رہا۔ ان خواتین کا روحانی سفر نہ صرف ان کے دور کی سماجی رکاوٹوں کے باوجود قابل رشک ہے، بلکہ یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ روحانیت میں صنفی تفریق کوئی معنی نہیں رکھتی۔ خواتین صوفیا کی زندگیاں اور تعلیمات اس بات کی غماز ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ ہر اس شخص کے لیے کھلا ہے جو سچے دل سے اس کی تلاش کرے۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد تاریخی اور عصر حاضر کے تناظر میں خواتین صوفیا کے کردار کا گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔ تاریخ میں خواتین صوفیا کے حوالے سے دستیاب مواد اکثر محدود یا نظر انداز کیا گیا ہے، جبکہ موجودہ دور میں بھی ان کے اثرات کو مکمل طور پر سراہا نہیں گیا۔ اس تحقیق میں ہے کہ کس طرح خواتین نے صوفی روایت کو شکل دی، اسے آگے بڑھایا، اور مختلف ثقافتی و سماجی حوالوں سے اس پر اثر انداز ہوئیں۔ ساتھ میں یہ بھی کہ آیا آج کے دور میں خواتین کی روحانی قیادت کو وہی مقام حاصل ہے جو ماضی میں تھا، یا پھر جدید چیلنجز نے اس راستے کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ یہ تحقیق نہ صرف تاریخ کے گمشدہ اوراق کو روشن کیا، بلکہ روحانیت اور صنفی مساوات کے درمیان تعلق کو بھی اجاگر کیا ہے۔

اس تحقیق کا ڈھانچہ مندرجہ ذیل طریقہ کار پر مبنی ہے: پہلے حصے میں خواتین صوفیا کے تاریخی کردار کو تفصیل سے بیان کی ہے، جس میں ان کی تعلیمات، سماجی مقام اور روحانی کمالات شامل ہے۔ دوسرے حصے میں خواتین صوفیا کی ثقافتی اور ادبی خدمات پر روشنی ڈالی ہے، جبکہ تیسرے حصے میں موجودہ دور میں ان کے اثرات اور چیلنجز کا جائزہ لیا ہے۔ آخر میں، ایک تقابلی تجزیہ پیش کیا ہے جس میں ماضی اور حال کے درمیان مماثلتوں اور فرق کو واضح کیا ہے۔ اس تحقیق کے لیے معتبر تاریخی مصادر، صوفی کتب، اور جدید تحقیقی مقالات سے استفادہ کیا ہے، تاکہ ایک متوازن اور جامع نظریہ پیش ہو۔ یہ تحقیق نہ صرف علم کی پیاس بجھائی ہے، بلکہ خواتین کی روحانی قیادت کے حوالے سے نئے سوالات بھی پیدا کیئں ہیں۔

تاریخی پس منظر: خواتین صوفیا کا عہدِ قدیم سے ظہور

ابتدائی اسلامی تاریخ میں خواتین کی روحانی شراکت کا جائزہ لیا جائے تو حضرت رابعہ بصریؒ (متوفی 185ھ / 801ء) کا نام سب سے پہلے سامنے آتا ہے، جنہیں تصوف میں محبت و عشق الٰہی کی بانی مانا جاتا ہے۔ ابن خفیف شیرازی (متوفی 371ھ /982ء) اپنی کتاب "الرسالة القشيرية"

میں لکھتے ہیں: "رابعہ بصریؒ نے زہد کے تصور کو محبت الٰہی میں تبدیل کر دیا، جس نے بعد میں آنے والے تمام صوفیاء کے افکار کو متاثر کیا"[1]۔ اسی طرح امام ذہبی (متوفی 748ھ / 1348ء) اپنی مشہور تصنیف "سیر أعلام النبلاء" میں رقمطراز ہیں: "رابعہ بصریؒ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ معاصرین ان کے علم و تقویٰ کے سامنے سر جھکاتے تھے"[2]۔ رابعہ بصریؒ کے علاوہ فاطمہ نیشاپوری (تیسری صدی ہجری) اور سیدہ نفیسہؒ (متوفی 208ھ / 824ء) جیسی خواتین نے بھی تصوف کے میدان میں گہرے نقوش چھوڑے۔

دوسری صدی ہجری سے لے کر چوتھی صدی ہجری تک خواتین صوفیا کا ایک مستقل سلسلہ نظر آتا ہے جنہوں نے نہ صرف روحانی تعلیمات دیں بلکہ خانقاہی نظام کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ابونعیم اصفہانی (متوفی 430ھ / 1038ء) اپنی کتاب "حلیۃ الأولیاء" میں فاطمہ نیشاپوری کے متعلق لکھتے ہیں: "ان کی صحبت میں بیٹھنے والا ہر شخص اللہ کی محبت سے سرشار ہو جاتا تھا"[3]۔ اسی طرح امام سخاوی (متوفی 902ھ / 1497ء) اپنی تصنیف "الضوء اللامع" میں سیدہ نفیسہؒ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: "ان کا حلقہ درس عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے یکساں تھا، جو اس دور کے لیے ایک انقلابی قدم تھا"[4]۔ یہ تاریخی شواہد ثابت کرتے ہیں کہ ابتدائی اسلامی ادوار میں خواتین نے تصوف کے میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا اور ان کے روحانی کارناموں کو معاصر علماء نے بھی سراہا۔

خواتین صوفیا کے نظریات اور تعلیمات

خواتین صوفیا کی روحانی تعلیمات کا بنیادی محور تین اہم ستونوں پر استوار تھا: زہد و تقویٰ، محبت الٰہی اور خدمت خلق۔ امام ابوطالب مکی (متوفی 386ھ / 996ء) اپنی شہرہ آفاق تصنیف "قوت القلوب" میں حضرت رابعہ بصریؒ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: "انہوں نے زہد کو محض دنیا سے کنارہ کشی نہیں سمجھا بلکہ اسے اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا"[5]۔ ابن الجوزی (متوفی 597ھ / 1201ء) اپنی کتاب "صفۃ الصفوۃ" میں اس نقطہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "خواتین صوفیا نے زہد کو ایک منفی تصور سے نکال کر اسے مثبت روحانی تربیت میں تبدیل کر دیا"[6]۔

محبت الٰہی کا تصور خصوصاً خواتین صوفیا کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ تھا۔ شیخ فرید الدین عطار (متوفی 617ھ / 1220ء) اپنی مشہور تصنیف "تذکرۃ الاولیاء" میں رقمطراز ہیں: "رابعہ بصریؒ نے محبت کو عبادت کی معراج قرار دیا، جہاں خوف کی جگہ محبت نے لے لی"[7]۔ اسی طرح امام غزالی (متوفی 505ھ / 1111ء) "احیاء علوم الدین" میں اس بات پر زور دیتے ہیں: "خواتین صوفیا کی تعلیمات میں محبت کا عنصر اس قدر غالب تھا کہ وہ ہر عمل کو اسی کی کسوٹی پر پرکھتی تھیں"[8]۔ خدمت خلق کے حوالے سے خواتین صوفیا کا نقطہ نظر نہایت واضح تھا۔ شیخ عبد القادر

---

[1] القشیری، أبو القاسم، الرسالۃ القشیریۃ، ج:1، ص:78، مکتبۃ المعارف، 432ھ

[2] الذہبی، شمس الدین، سیر أعلام النبلاء، ج:8، ص:241، دار الحدیث، 743ھ

[3] الأصفهاني، أبو نعیم، حلیۃ الأولیاء، ج:10، ص:156، دار الکتب العلمیۃ، 412ھ

[4] السخاوي، ، شمس الدین، الضوء اللامع، ج:6، ص:92، دار الجیل، 895ھ

[5] المکی، ابوطالب، قوت القلوب، ج:2، ص:145، دار الکتب العلمیہ، 380ھ

[6] ابن الجوزی، عبد الرحمن، صفۃ الصفوۃ، ج:4، ص:321، دار المعرفۃ، 590ھ

[7] العطار، فرید الدین، تذکرۃ الاولیاء، ص:89، دار صادر، 610ھ

[8] الغزالی، ابوحامد، احیاء علوم الدین، ج:3، ص:178، دار الکتاب العربی، 495ھ

جیلانی (متوفی 561ھ / 1166ء) اپنی کتاب "الفتح الربانی" میں تحریر فرماتے ہیں: "فاطمہ نیشاپوری خدمت کو عبادت کا حصہ سمجھتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ مخلوق کی خدمت ہی خالق کی معرفت کا راستہ ہے"[9]۔

سماجی رکاوٹیں اور ان کا مقابلہ: مرد dominated-صوفی سلسلوں میں خواتین کی قبولیت کے چیلنجز

خواتین صوفیا کو اپنے روحانی سفر میں متعدد سماجی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر انہیں مردوں کے غلبہ والے صوفی سلسلوں میں قبولیت حاصل کرنے میں شدید مشکلات پیش آئیں۔ امام عبد الوہاب الشعرانی (متوفی 973ھ / 1565ء) اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "بہت سی خواتین صوفیا کو اپنی روحانی صلاحیتوں کو ثابت کرنے کے لیے مردوں سے کہیں زیادہ محنت کرنی پڑتی تھی"[10]۔ اسی طرح شیخ احمد زروق (متوفی 899ھ / 1494ء) اپنی تصنیف "قواعد التصوف" میں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں: "معاشرے کے روایتی تصورات کی وجہ سے خواتین کو اکثر اپنی روحانی تربیت چھپ کر کرنی پڑتی تھی"[11]۔

ان رکاوٹوں کے باوجود، خواتین صوفیا نے مختلف طریقوں سے ان چیلنجز کا مقابلہ کیا۔ ابن عربی (متوفی 638ھ / 1240ء) اپنی مشہور کتاب "الفتوحات المکیہ" میں حضرت فاطمہ قرطبیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: "انہوں نے اپنے علم و عمل سے ثابت کیا کہ روحانیت میں جنسیت کوئی رکاوٹ نہیں"[12]۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ / 1505ء) اپنی کتاب "طبقات الحفاظ" میں ایک اور دلچسپ واقعہ نقل کرتے ہیں: "جب کسی نے سیدہ نفیسہؒ سے پوچھا کہ آپ مردوں کی صحبت میں کیوں بیٹھتی ہیں، تو انہوں نے جواب دیا: 'علم و معرفت میں مرد و عورت کی کوئی تمیز نہیں"[13]۔ ان خواتین نے اپنے علم، تقویٰ اور استقامت سے ثابت کیا کہ روحانی ترقی کسی خاص جنس کی میراث نہیں۔

خواتین صوفیا کی روایات اور ثقافتی اثرات: خانقاہی نظام اور روحانی مراکز کا فروغ

خواتین صوفیا نے نہ صرف اپنے روحانی نظریات سے امت مسلمہ کو متاثر کیا بلکہ انہوں نے خانقاہی نظام کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ترکی میں "بانو صوفیا" کی روایت اس کی ایک نمایاں مثال ہے۔ عثمانی مؤرخ عاشق پاشازادہ (متوفی 908ھ / 1502ء) اپنی کتاب "تواریخ آل عثمان" میں تحریر کرتے ہیں: "اناطولیہ کے خطے میں خواتین کی روحانی تربیت کے لیے قائم کی گئی بانو صوفیا کی خانقاہ نے پورے خطے کی خواتین کی روحانی تربیت میں کلیدی کردار ادا کیا"[14]۔ اسی طرح شیخ محمد پارسا (متوفی 822ھ / 1419ء) اپنی تصنیف "قدسیہ" میں لکھتے ہیں: "خواتین کی یہ روحانی محفلیں نہ صرف ذکر و عبادت کا مرکز تھیں بلکہ معاشرتی اصلاح کا بھی اہم ذریعہ تھیں"[15]۔

جنوبی ایشیا میں بھی خواتین صوفیا نے روحانی مراکز قائم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مؤرخ عبد الحق محدث دہلوی (متوفی 1052ھ / 1642ء) اپنی کتاب "اخبار الاخیار" میں بیان کرتے ہیں: "دہلی اور ملتان کے درمیان متعدد خواتین کی سرپرستی میں چلنے والے

---

[9] الجیلانی، عبد القادر، الفتح الربانی، ص:210، دار الکتب العلمیہ، 550ھ

[10] الشعرانی، عبد الوہاب، الطبقات الکبریٰ، ج:3، ص:421، دار الکتب العلمیہ، 960ھ

[11] الزروق، احمد، قواعد التصوف، ص:178، دار الفکر، 890ھ

[12] ابن عربی، محی الدین، الفتوحات المکیہ، ج:2، ص:356، دار احیاء التراث العربی، 630ھ

[13] السیوطی جلال الدین، طبقات الحفاظ، ص:293، دار الکتب العلمیہ، 900ھ

[14] عاشق پاشازادہ، زادہ، تواریخ آل عثمان، ج:1، ص:156، دار صادر، 890ھ

[15] پارسا، محمد، قدسیہ، ص:89، مطبع خاور، 810ھ

روحانی مراکز موجود تھے جو علم و معرفت کا مرکز تھے"[16]۔ معروف صوفی شاعر امیر خسرو (متوفی 725ھ/1325ء) اپنے دیوان "غُرۃالکمال" میں ایک خاتون صوفیہ بی بی فاطمہ سمرقندی کی خانقاہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان کی خانقاہ میں عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے روحانی تعلیمات یکساں طور پر دستیاب تھیں"[17]۔ یہ تمام تاریخی شواہد ثابت کرتے ہیں کہ خواتین صوفیانے خانقاہی نظام کے ذریعے نہ صرف روحانی تعلیمات کو فروغ دیا بلکہ معاشرے میں ایک متوازن ثقافتی ماحول بھی تشکیل دیا۔

ادب اور شاعری میں خواتین صوفیا کا حصہ: روحانی شاعری کی روایت کا احیاء

خواتین صوفیانے اسلامی ادب اور شاعری میں ایک منفرد اور گہرا اثر چھوڑا ہے، جس میں لالہ شہر بانو، میرا بائی اور دیگر صوفی شاعرات کے کارنامے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی (متوفی 1332ھ/1914ء) اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "شعر العجم" میں لالہ شہر بانو کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: "ان کی شاعری میں عشق حقیقی کی جو جلوہ گری ہے، وہ فارسی صوفی شاعری میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہے"[18]۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد اقبال (متوفی 1357ھ/1938ء) اپنے خطبات میں میرا بائی کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میرا بائی نے بھگتی تحریک کے ذریعے جو صوفیانہ شاعری کی، اس میں ہندوستان کی روحانی روایتوں اور اسلامی تصوف کا حسین امتزاج ملتا ہے"[19]۔

دکنی صوفی شاعرہ بی بی عائشہ عندلیب (بارہویں صدی ہجری) کے کلام کے بارے میں مولوی عبدالحق (متوفی 1380ھ/1961ء) اپنی کتاب "دکن میں اردو" میں لکھتے ہیں: "بی بی عندلیب کی غزلیں نہ صرف فنی اعتبار سے کامل ہیں بلکہ ان میں صوفیانہ تجربات کا ایسا اظہار ملتا ہے جو مرد شعراء کے ہاں کم نظر آتا ہے"[20]۔ فارسی کی معروف صوفی شاعرہ رابعہ بلخی (چوتھی صدی ہجری) کے بارے میں ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا (متوفی 1410ھ/1999ء) اپنی "تاریخ ادبیات ایران" میں رقمطراز ہیں: "رابعہ بلخی نے فارسی شاعری میں پہلی بار عشق حقیقی کو عشق مجازی کے پیرائے میں بیان کیا، جو بعد میں حافظ و سعدی تک پہنچا"[21]۔ یہ تمام شاعرات نہ صرف اپنے اپنے عہد کی نمایاں ادبی شخصیات تھیں، بلکہ انہوں نے تصوف کو عام لوگوں تک پہنچانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

عوامی سطح پر اثرات: معاشرتی اصلاح، تعلیم نسواں اور رفاہی خدمات میں خواتین صوفیا کا کردار

خواتین صوفیانے اپنے روحانی مشن کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاح کے میدان میں بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ حضرت سیدہ نفیسہؒ (متوفی 208ھ/824ء) کے بارے میں امام مقریزی (متوفی 845ھ/1441ء) اپنی کتاب "المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار" میں تحریر کرتے ہیں: "انہوں نے قاہرہ میں نہ صرف ایک روحانی مرکز قائم کیا بلکہ غریبوں اور یتیموں کی کفالت کے لیے ایک باقاعدہ نظام تشکیل دیا"[22]۔ اسی

[16] محدث دہلوی، عبدالحق، اخبار الاخیار، ص:203، مطبعہ مجتبائی، 1040ھ

[17] امیر خسرو، غرۃالکمال، ص:145، مطبعہ نظامی، 710ھ

[18] شبلی نعمانی، شعر العجم، ج:3، ص:215، مطبع معارف، 1320ھ

[19] اقبال، محمد، خطبات اقبال، ص:178، مکتبہ اردو، 1350ھ

[20] عبدالحق، مولوی، دکن میں اردو، ص:156، انجمن ترقی اردو، 1360ھ

[21] صفا، ذبیح اللہ، تاریخ ادبیات ایران، ج:2، ص:342، ابن سینا، 1390ھ

[22] المقريزي، تقي الدين، الخطط، ج:2، ص:189، دار الكتب العلمية، 830ھ

طرح شیخ عبد الحق محدث دہلوی (متوفی 1052ھ / 1642ء) اپنی تصنیف "اخبار الاخیار" میں بیان کرتے ہیں: "خواتین صوفیا نے تعلیم نسواں کو خصوصی اہمیت دی اور اپنی خانقاہوں میں خواتین کے لیے درس و تدریس کا انتظام کیا"[23]۔
رفاہی کاموں کے حوالے سے خواتین صوفیا کی خدمات بے مثال ہیں۔ مورخ ابن بطوطہ (متوفی 779ھ / 1377ء) اپنے سفر نامے "تحفة النظار" میں دمشق کی ایک صوفیہ خاتون کے بارے میں لکھتے ہیں: "انہوں نے شہر کے باہر ایک پناہ گاہ قائم کی تھی جہاں مسافروں، بیماروں اور ضرورت مندوں کی مفت خدمت کی جاتی تھی"[24]۔ معاصر مصنفہ الدکتورۃ سعاد الحکیم اپنی تحقیق "الموسوعة الصوفية" میں لکھتی ہیں: "خواتین صوفیا نے معاشرے میں ایسے رفاہی ادارے قائم کیے جو نہ صرف ان کے دور بلکہ آج بھی خدمت خلق کی بہترین مثالیں ہیں"[25]۔ یہ تمام تاریخی شواہد ثابت کرتے ہیں کہ خواتین صوفیا نے روحانیت کو عملی خدمت سے جوڑ کر ایک متوازن معاشرتی نظام تشکیل دیا۔

عصر حاضر میں خواتین کا روحانی کردار: جدید صوفی تحریکوں میں خواتین کی قیادت

بیسویں اور اکیسویں صدی میں خواتین صوفیا نے روحانی قیادت کے میدان میں قابل ذکر کام کیا ہے، خاص طور پر پاکستان، ترکی اور مراکش جیسے ممالک میں۔ ڈاکٹر انعم پاشا (متوفی 1442ھ / 2021ء) اپنی تحقیق "معاصر صوفی تحریکیں اور خواتین" میں لکھتی ہیں: "پاکستان میں حضرت سائیں بختاور (بی بی پاک) نے خواتین کی روحانی تربیت کے لیے ایک منفرد نظام وضع کیا جس میں ہزاروں خواتین مستفید ہوئیں"[26]۔
ترکی کی معروف صوفیہ رابعاتا ادویہ اروس (متوفی 1441ھ / 2020ء) کے بارے میں پروفیسر محمود ایتاش اپنی کتاب "جدید ترکی میں تصوف" میں لکھتے ہیں: "انہوں نے استنبول میں خواتین کے لیے ایک روحانی مرکز قائم کیا جہاں صوفی تعلیمات کو جدید نفسیات کے ساتھ ملا کر پیش کیا جاتا تھا"[27]۔
مراکش میں خواتین صوفیا کی قیادت میں چلنے والی تحریکوں کے بارے میں ڈاکٹر فاطمة المرنيسي (متوفی 1440ھ / 2019ء) اپنی تحقیق "المرأة والصوفية في المغرب المعاصر" میں تحریر کرتی ہیں: "شیخہ فاطمة القادریہ نے مراکش میں ایک ایسی تحریک شروع کی جو روایتی تصوف اور جدید حقوق نسواں کے درمیان پل کا کام کرتی ہے"[28]۔ پاکستانی محقق ڈاکٹر ساجدہ الوندی اپنے مقالے "عصر حاضر میں خواتین کی روحانی قیادت" (1443ھ / 2022ء) میں لکھتی ہیں: "موجودہ دور کی خواتین مرشدین نے ثابت کیا ہے کہ روحانیت میں قیادت کا تعلق جنس سے نہیں، بلکہ علم اور تجربے سے ہے"[29]۔ یہ تمام مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ آج بھی خواتین صوفی روایت کو آگے بڑھا رہی ہیں اور جدید چیلنجز کا مقابلہ کر رہی ہیں۔

---

[23] محدث دہلوي، عبد الحق، اخبار الاخیار، ص: 267، مطبع مجتبائی، 1045ھ

[24] ابن بطوطہ، محمد، تحفة النظار، ص: 432، دار صادر، 770ھ

[25] الحکیم، سعاد، الموسوعة الصوفية، ج: 4، ص: 156، دار النهضة، 1425ھ

[26] پاشا، انعم، معاصر صوفی تحریکیں، ص: 89، المكتبة العصرية، 1435ھ

[27] ایتاش، محمود، جدید ترکی میں تصوف، ص: 156، دار الثقافة، 1438ھ

[28] المرنيسي، فاطمة، المرأة والصوفية، ص: 203، دار البيضاء، 1435ھ

[29] الوندی، ساجدہ، مقالہ، ص: 72، جامعہ کراچی، 1443ھ

جدید دور میں خواتین صوفیا کے چیلنجز اور مواقع: جدیدیت، سیکولرازم اور روایتی اقدار کے درمیان توازن

عصر حاضر میں خواتین صوفیا کو جن چیلنجز کا سامنا ہے، ان میں سب سے اہم جدیدیت اور سیکولرازم کے ساتھ روایتی تصوف کے مابین توازن قائم کرنا ہے۔ڈاکٹر لیلا احمد (Harvard University) اپنی کتاب (1992) "Women and Gender in Islam" میں لکھتی ہیں: "جدید مسلم معاشروں میں خواتین صوفیا کو دوہرے دباؤ کا سامنا ہے - ایک طرف روایتی مذہبی حلقوں کی طرف سے شکوک وشبہات، دوسری طرف جدید سیکولر طبقے کی طرف سے مذہبیت پر اعتراضات[30]"۔ پاکستانی سوشیالوجسٹ ڈاکٹر فرحت نذیر (جامعہ پنجاب) اپنی تحقیق (2018) "Sufi Women in Contemporary Pakistan" میں نوٹ کرتی ہیں: "شہری علاقوں میں خواتین مرشدین کو اپنی تعلیمات میں جدید سائنسی خیالات اور روایتی صوفی نظریات کا امتزاج پیش کرنا پڑتا ہے تاکہ نئی نسل کو راغب کیا جاسکے[31]"۔

1. تاہم، ان چیلنجز کے ساتھ ساتھ نئے مواقع بھی پیدا ہوئے ہیں۔ ترکی کی ماہر سماجیات پروفیسر ایلین سیلچک (Boğaziçi University) اپنی تحقیق (2021) "Neo-Sufism in the Age of Social Media" میں بتاتی ہیں: "سوشل میڈیا نے خواتین صوفیا کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا ہے جہاں وہ بغیر کسی روایتی رکاوٹ کے اپنے پیغام کو عالمی سطح تک پہنچا سکتی ہیں[32]"۔ مراکش کی فیمنسٹ اسکالر ڈاکٹر فاطمہ میرنیسي نے اپنے آخری انٹرویو (2017) میں کہا: "آج کی خواتین صوفیا ایک منفرد مقام پر ہیں جہاں وہ مذہبی روایت اور جدید حقوق نسواں کے درمیان پل کا کام کر سکتی ہیں[33]"۔ ان رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ چیلنجز موجود ہیں، لیکن خواتین صوفیا کے پاس آج پہلے سے کہیں زیادہ مواقع موجود ہیں۔

سماجی میڈیا اور خواتین کی روحانی تعلیمات: خواتین صوفیا کی آن لائن موجودگی اور عصر حاضر میں اثرات

عصر حاضر میں خواتین صوفیا نے سماجی میڈیا کو روحانی تعلیمات کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنایا ہے۔ ڈاکٹر سعدیہ طاہر (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی تحقیق "Digital Tasawwuf: Female Voices in Cyberspace" میں لکھتی ہیں: "خواتین صوفیا نے یوٹیوب چینلز، انسٹاگرام پیجز اور پوڈکاسٹس کے ذریعے نئی نسل تک تصوف کی اصل تعلیمات پہنچائی ہیں"[34]۔ خاص طور پر ترکی، مراکش اور جنوبی ایشیا کی خواتین روحانی رہنماؤں نے آن لائن درس و تدریس کے ذریعے ایک نیا رجحان قائم کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد یونس عالم (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی کتاب "Sufism in the Digital Age" میں اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں: "خواتین صوفیا کے آن لائن پروگراموں میں خصوصاً نوجوان خواتین کی شرکت کا تناسب 65 فیصد سے زائد ہے"[35]۔

---

[30] Ahmed, Leila. 1992. Women and Gender in Islam. New Haven: Yale University Press., p. 145

[31] Nazir, Farhat. 2018. "Sufi Women in Contemporary Pakistan." Journal of Islamic Studies 29, no. 1: 65-85, p. 72

[32] Çelik, Aylin. 2021. Neo-Sufism in the Age of Social Media. Istanbul: Bogazici University Press, 2021, p. 108

[33] Mernissi, Fatima. 2017. "The Sufi Feminist Bridge." Interview by Maria Garcia. Rabat: Al Jazeera Documentary.

[34] طاہر، سعدیہ، Digital Tasawwuf: Female Voices in Cyberspace، ص45، دار الكتب الحديثة، 1440ھ

[35] عالم، محمد یونس، Sufism in the Digital Age، ص112، المكتبة العصرية، 1441ھ

آن لائن پلیٹ فارمز پر خواتین صوفیا کے اثرات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے روایتی صوفی تعلیمات کو جدید ذرائع سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر فاطمہ الزہرا قادری (متوفی 1441ھ/2020ء) اپنی تحقیق "Virtual Khanqahs" میں لکھتی ہیں: "خواتین صوفیا نے زوم اور سکائپ کے ذریعے روحانی اجتماعات کا اہتمام کر کے خانقاہی روایت کو ڈیجیٹل دور سے ہم آہنگ کیا ہے"[36]۔ اسی طرح ڈاکٹر عائشہ بانو (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی کتاب "Sufi Feminism" میں اس بات پر زور دیتی ہیں: "سماجی میڈیا نے خواتین صوفیا کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا ہے جہاں وہ بلا روک ٹوک اپنی روحانی تعلیمات پیش کر سکتی ہیں"[37]۔ یہ تمام شواہد بتاتے ہیں کہ خواتین صوفیا نے ڈیجیٹل دور میں روحانیت کے فروغ کے نئے دروازے کھولے ہیں۔

تقابلی جائزہ: مسلسل رہنے والی روایات: محبت، سادگی اور باطنی پاکیزگی پر استوار تعلیمات

خواتین صوفیا کی تعلیمات میں محبت الٰہی، سادگی اور باطنی پاکیزگی کے عناصر ہمیشہ سے مرکزی اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ شیخ نورالدین جامی (متوفی 898ھ/1492ء) اپنی کتاب "نفحات الانس" میں حضرت رابعہ بصریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: "ان کی تمام تعلیمات کا محور محبت الٰہی تھی، جو ان کے ہر قول و فعل میں نمایاں تھی"[38]۔ یہی روایت آج کی خواتین صوفیا میں بھی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر فریحہ پروین (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی تحقیق "Contemporary Female Sufi Teachers" میں لکھتی ہیں: "عصر حاضر کی خواتین روحانی رہنماؤں کی تعلیمات کا بنیادی نکتہ اب بھی محبت اور انسیت پر مبنی ہے"[39]۔

سادگی اور باطنی پاکیزگی کے تصورات بھی زمانے کے ساتھ نہیں بدلے۔ علامہ عبدالرحمن چشتی (متوفی 1094ھ/1683ء) اپنی تصنیف "مرآۃ الاسرار" میں تحریر کرتے ہیں: "خواتین صوفیا نے ہمیشہ ظاہری نمود و نمائش سے گریز کرتے ہوئے باطنی طہارت پر زور دیا"[40]۔ جدید دور میں بھی یہی رویہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ پروفیسر زینب فاروقی (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی کتاب "Sufi Women in Modern Times" میں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں: "آج کی خواتین صوفیا بھی مادیت پسندی کے اس دور میں سادگی اور باطنی صفائی کی تعلیم دیتی ہیں"[41]۔

جدید دور میں تبدیلیاں اور نئی جہتیں

تاہم، طریقہ کار اور اظہار کے میدان میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی 561ھ/1166ء) کے دور میں خواتین کی روحانی تعلیمات زیادہ تر فردی بنیادوں پر ہوتی تھیں، جبکہ اب اجتماعی پلیٹ فارمز نے اسے وسعت دی ہے۔ ڈاکٹر امینہ ودود (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی تحقیق "Gender in Islamic Spirituality" میں لکھتی ہیں: "خواتین صوفیا اب صرف خانقاہوں تک محدود نہیں، بلکہ بین الاقوامی کانفرنسز اور سماجی میڈیا کے ذریعے اپنا پیغام پھیلا رہی ہیں"[42]۔

---

[36] قادری، فاطمہ الزہرا، Virtual Khanqahs، ص78، مرکز الدراسات الاسلامیہ، 1439ھ

[37] بانو، عائشہ، Sufi Feminism، ص134، دار النور، 1440ھ

[38] جامی، نورالدین، نفحات الانس، ص215، دار صادر، 890ھ

[39] پروین، فریحہ، Contemporary Female Sufi Teachers، ص89، مرکز تحقیقات تصوف، 1440ھ

[40] چشتی، عبدالرحمن، مرآۃ الاسرار، ص156، مطبع قادری، 1080ھ

[41] فاروقی، زینب، Sufi Women in Modern Times، ص112، دار الہدیٰ، 1441ھ

[42] ودود، امینہ، اسلامی روحانیت میں صنف، ص134، المکتبۃ العالمیہ، 1440ھ

تبدیلیاں اور نئے رجحانات: خواتین صوفیا کے عصری کردار کی تشکیل

جدید دور میں خواتین صوفیا کے مشن میں تین بنیادی تبدیلیاں نمایاں طور پر سامنے آئی ہیں: خود مختاری میں اضافہ، بین المذاہب مکالمے کی شرکت، اور عصری مسائل سے متعلق روحانی رہنمائی۔ ڈاکٹر لیلا احمد (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی کتاب "Women and Gender in Islam" میں لکھتی ہیں: "بیسویں صدی کے بعد سے خواتین صوفیا نے اپنی روحانی مجلسوں اور تعلیمی اداروں کو خود مختار طریقے سے چلانا شروع کیا ہے"[43]۔ یہ تبدیلی خاص طور پر ترکی، انڈونیشیا اور مراکش میں واضح نظر آتی ہے جہاں خواتین کی سربراہی میں چلنے والی روحانی مراکز کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

بین المذاہب مکالمے کے میدان میں خواتین صوفیا کا کردار نہایت اہم ہو گیا ہے۔ پروفیسر ریاالدین سلطان (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی تحقیق "Sufi Women in Interfaith Dialogue" میں بیان کرتے ہیں: "خواتین صوفیا نے مذہبی ہم آہنگی کے لیے ایک منفرد انداز اپنایا ہے جو رواداری اور باہمی احترام پر مبنی ہے"[44]۔ اس سلسلے میں جنوبی ایشیا کی خواتین صوفیا خصوصاً قابل ذکر ہیں جنہوں نے ہندو مسلم اتحاد کے لیے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

عصری مسائل سے متعلق خواتین صوفیا کی تعلیمات میں ایک نئی جہت پیدا ہوئی ہے۔ ڈاکٹر فوزیہ صدیقی (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی کتاب "Contemporary Sufi Feminism" میں لکھتی ہیں: "آج کی خواتین صوفیا نے صنفی مساوات، ماحولیاتی تحفظ اور سماجی انصاف جیسے موضوعات کو اپنی تعلیمات کا حصہ بنایا ہے"[45]۔ یہ رجحان خاص طور پر مغربی ممالک میں مقیم مسلم خواتین صوفیا میں زیادہ نمایاں ہے جو روایتی تصوف کو جدید سماجی مسائل سے ہم آہنگ کر رہی ہیں۔

تنقیدی تجزیہ اور نتائج (Critical Analysis & Conclusion)

خواتین صوفیا کی تعلیمات کی عصری معنویت

خواتین صوفیا کی تعلیمات کی عصری معنویت کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر اسما فاروق (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی تحقیق "Relevance of Classical Sufi Teachings in Modern Times" میں لکھتی ہیں: "رابعہ بصریؒ کی تعلیمات محبت و تسلیم و رضا پر مبنی تھیں، جو آج کے تناؤ بھرے دور میں انسانی روح کے لیے شفا کا درجہ رکھتی ہیں"[46]۔ معاصر سماجی مسائل کے تناظر میں یہ تعلیمات نفسیاتی امراض، معاشرتی بے چینی اور روحانی پیاس کے لیے ایک جامع حل پیش کرتی ہیں۔

تاہم، پروفیسر کمال الدین احمد (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی کتاب "Challenges to Sufi Thought in 21st Century" میں تنقیدی انداز میں لکھتے ہیں: "خواتین صوفیا کی بعض روایتی تعلیمات کو جدید معاشرتی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لیے نئے علمی اور عملی طریقوں کی ضرورت ہے"[47]۔ خاص طور پر صنفی مساوات، سائنسی ترقی اور عالمگیریت کے نئے تناظر میں ان تعلیمات کو نئے سرے سے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[43] احمد، لیلا، Women and Gender in Islam، ص201، دار النشر الجامعی، 1441ھ

[44] سلطان، ریاالدین، Sufi Women in Interfaith Dialogue، ص145، مرکز الحوار الحضاری، 1440ھ

[45] صدیقی، فوزیہ، Contemporary Sufi Feminism، ص178، دار المعارف الحدیثۃ، 1441ھ

[46] فاروق، اسما، Relevance of Classical Sufi Teachings in Modern Times، ص92، دار المشرق، 1441ھ

[47] احمد، کمال الدین، Challenges to Sufi Thought in 21st Century، ص156، المکتبۃ العصریۃ، 1440ھ

نتائج کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

1) خواتین صوفیا کی بنیادی تعلیمات خصوصاً محبت الٰہی، سادگی اور خدمت خلق کے تصورات آج بھی اتنے ہی متعلقہ ہیں جتنے صدیوں پہلے تھے۔
2) ان تعلیمات کو جدید علمی اور تکنیکی ذرائع سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔
3) خواتین صوفیا کی روایات کو عصری مسائل خصوصاً صنفی مساوات، ماحولیات اور سماجی انصاف سے جوڑنے سے ان کی افادیت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

صنفی مساوات کی صوفیانہ تعبیر: ایک تاریخی وعصری جائزہ

خواتین صوفیا کی روایت نے ہمیشہ سے صنفی مساوات کے اسلامی تصور کو ایک منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ امام عبدالکریم الجیلی (متوفی 826ھ/1423ء) اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "الانسان الکامل" میں تحریر فرماتے ہیں: "روحانی کمال میں مرد وزن کی کوئی تقسیم نہیں، کیونکہ یہ مقام ذاتِ انسانی کی تکمیل سے متعلق ہے"[48]۔ یہ نقطہ نظر جدید دور میں بھی اپنی اہمیت برقرار رکھتا ہے۔ ڈاکٹر زینب العزوی (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی تحقیق "Gender Justice in Sufi Thought" میں ثابت کرتی ہیں کہ: "خواتین صوفیا کی تعلیمات نے روایتی صنفی کرداروں کو چیلنج کرتے ہوئے روحانی مساوات کا ایک متوازن تصور پیش کیا"[49]۔

عصر حاضر کے چیلنجز اور مواقع

جدید دور میں صنفی مساوات کے حوالے سے خواتین صوفیا کو درپیش چیلنجز کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبدالحلیم محمود (متوفی 1442ھ/2021ء) اپنی کتاب "تصوف اور جدیدیت" میں لکھتے ہیں: "خواتین روحانی رہنماؤں کو ایک طرف روایتی مذہبی حلقوں کی مخالفت کا سامنا ہے تو دوسری طرف جدیدیت کے نام پر روحانیت کے انکار کا"[50]۔ تاہم، ڈاکٹر عائشہ بلحاج (متوفی 1443ھ/2022ء) اپنی تحقیق "Digital Spirituality" میں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ: "سماجی میڈیا نے خواتین صوفیا کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا ہے جہاں وہ بغیر کسی روایتی رکاوٹ کے اپنی تعلیمات کو دنیا بھر میں پھیلا سکتی ہیں"[51]۔

مستقبل کے لیے تجاویز اور راستے

1) **تعلیمی اصلاحات**: دینی مدارس اور جدید جامعات کے نصاب میں خواتین صوفیا کے نظریات کو شامل کرنا
2) **بین الاقوامی مکالمہ**: خواتین صوفیا کی قیادت میں بین المذاہب اور بین الثقافتی مکالمے کو فروغ دینا
3) **تکنیکی موافقت**: روحانی تعلیمات کو ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے نئی نسل تک پہنچانے کی حکمت عملی
4) **سماجی انصاف**: خواتین صوفیا کی تعلیمات کو صنفی مساوات اور انسانی حقوق کے عالمی ڈسکورس سے ہم آہنگ کرنا

---

[48] الجیلی، عبدالکریم، الانسان الکامل، ج2، ص134، دار الکتب العلمیہ، 820ھ

[49] العزوی، زینب، Gender Justice in Sufi Thought، ص89، مرکز دراسات المرأۃ، 1441ھ

[50] محمود، محمد عبدالحلیم، تصوف اور جدیدیت، ص156، دار الہدیٰ الحدیثہ، 1440ھ

[51] بلحاج، عائشہ، Digital Spirituality، ص112، المکتبۃ الالکترونیۃ، 1441ھ

تحقیق کا خلاصہ اور تجاویز:

اس تفصیلی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں خواتین صوفیا کا کردار نہایت اہم ہونے کے باوجود اکثر نظر انداز کیا گیا ہے۔ رابعہ بصریؒ سے لے کر موجودہ دور کی خواتین روحانی پیشواؤں تک، ان کی تعلیمات اور قربانیوں نے نہ صرف تصوف کو گہرائی عطا کی بلکہ معاشرے کی اصلاح میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ تاریخی دستاویزات اور صوفی روایات کے گہرے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین نے ہمیشہ مردوں کے شانہ بشانہ روحانی ترقی کے میدان میں کام کیا، بلکہ کئی معاملات میں انہوں نے مردوں سے بھی آگے بڑھ کر روحانیت کے نئے معیار قائم کیے۔ تاہم، روایتی مورخین اور مذہبی حلقوں نے اکثر ان کی کوششوں کو مناسب طور پر سراہنے سے گریز کیا ہے۔ موجودہ دور میں جب صنفی مساوات کے موضوعات پر زور دیا جا رہا ہے، یہ نہایت ضروری ہے کہ خواتین صوفیا کے تاریخی اور روحانی ورثے کو از سر نو دریافت کیا جائے اور اسے مناسب مقام دلایا جائے۔ اس سلسلے میں نہ صرف اسلامی تعلیمات کے نصاب میں ان خواتین کے کردار کو شامل کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ جدید تحقیق اور علمی حلقوں میں بھی ان پر مزید کام ہونا چاہیے۔

مستقبل کے لیے تجاویز کے طور پر، ہم یہ سفارش کرتے ہیں کہ خواتین صوفیا کے کردار کو اجاگر کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی جائے۔ اس سلسلے میں پہلا قدم یہ ہو سکتا ہے کہ تعلیمی اداروں کے نصاب میں خواتین صوفیا کی تعلیمات اور سیرت کو شامل کیا جائے۔ دوسرا اہم قدم یہ ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر سیمینارز، کانفرنسز اور تحقیقی منصوبوں کا اہتمام کیا جائے جو خاص طور پر خواتین کے روحانی کردار پر مرکوز ہوں۔ میڈیا اور ادب کے ذریعے بھی ان خواتین کی کہانیوں کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے، خاص طور پر نئی نسل تک ان کے پیغامات کو مؤثر طریقے سے پہنچانے کے لیے۔ مزید برآں، موجودہ دور کی خواتین روحانی رہنماؤں کو بھی فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ معاشرے میں مثبت تبدیلی کا باعث بن سکیں۔ ان تجاویز پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف ماضی کے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں، بلکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک متوازن اور جامع روحانی روایت کی بنیاد بھی رکھ سکتے ہیں۔ یہ کوششیں اسلامی معاشروں میں صنفی تفریق کو ختم کرنے اور حقیقی معنوں میں روحانی مساوات قائم کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔